۴۵

(فرمودہ ۱۹؍ جولائی ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ)

آج عید الاضحیہ ہے یعنی قربانیوں کی عید کا دن۔ یوں تو اس عید پر مسلمانوں میں سے صاحب توفیق لوگ بھی بہت کم قربانی کرتے ہیں۔ سوائے حج کے کہ اس موقعہ پر میں نے دیکھا ہے بڑی کثرت کے ساتھ قربانیاں کی جاتی ہیں۔ لیکن یہ عید، عید الاضحیہ اسی طرح ہوگئی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کروڑوں کی تعداد میں امت ملی۔ چنانچہ کہتے ہیں اس وقت مسلمانوں کی تعداد ۶۰ کروڑ ہے۔ اگر ان ساٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے فی کروڑ ایک مسلمان بھی سنتِ رسولؐ پر صحیح طور پر عمل کرنے والا ہو تو ۶۰ آدمی قربانی کرنے والے نکل آتے ہیں۔ اور اگر لاکھ میں سے ایک آدمی سنتِ رسولؐ پر عمل کرنے والا ہو تو ۶۰۰۰ مسلمان قربانی کرنے والا نکل آتا ہے۔ اور اس طرح یہ عید حقیقی معنوں میں عید الاضحیہ بن جاتی ہے گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عید کا نام عید الاضحیہ رکھکر بتایا کہ آپ کی امت کو خدا تعالیٰ اس قدر بڑھائے گا کہ اگر ان میں سے اس موقعہ پر بہت کم قربانی کرنے والے لوگ ہوں تب بھی ان کی قربانیاں ایک بہت بڑا مجموعہ ہو جائیں گی پس یہ عید بڑی شاندار عید ہے جس کی مثال دنیا میں اور کہیں نہیں ملتی۔ اس موقعہ پر لوگ بکروں اور دنبوں کی قربانیاں کرتے ہیں لیکن قرآن کریم فرماتا ہے۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ [1]

اللہ تعالیٰ کو ان قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ قربانی کرنے والوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔ پس اصل قربانی وہ ہے جو انسان اپنی اور اپنے اہل وعیال کی پیش کرے اور یہی وہ سبق ہے جو عید الاضحیہ ہمیں سکھاتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؓ کو ایک بے آب وگیاہ جنگل میں چھوڑ آئے [2] تو گو وہ خود اس جنگل سے باہر چلے گئے لیکن ان کی قربانی یہ تھی کہ انہوں نے اپنی بیوی اور اکلوتے بچے کی جدائی کا دکھ اٹھایا اور بیوی کی یہ قربانی تھی کہ اس نے اپنے خاوند کی جدائی کا دکھ اٹھایا اور اپنے بیٹے کا دکھ دیکھا اور بیٹے کی قربانی یہ تھی کہ وہ اپنی مرضی سے ایک ایسے جنگل میں بس گیا جہاں دُور دُور تک انسان نظر نہیں آتا تھا۔ اور اس نے نہ صرف خود پیاس اور بھوک کی تکلیف اٹھائی بلکہ ماں اور باپ کا دکھ بھی دیکھا پس وہ قربانی کسی ایک فرد کی نہیں تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک بے آب وگیاہ جنگل میں چھوڑ کر کی بلکہ درحقیقت وہ سارے خاندان کی قربانی تھی۔ میں سمجھتا ہوں اگر

فی الواقعہ آج ہر مسلمان ان معنوں میں عید منانے لگ جائے اور وہ دُنبوں اور بکروں کی قربانی کے ساتھ ساتھ اپنی اور اپنے بیٹوں کی قربانی بھی کرنے لگ جائے تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں تباہ نہیں کر سکتی۔

دیکھو سکھوں نے اپنے زمانہ حکومت میں پشاور پر قبضہ کر لیا تو حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ نے جو تیرھویں صدی کے مجدد تھے سید اسمٰعیل صاحب شہید کو اس پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے مقرر کیا۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پشاور کی طرف بڑھے۔ سکھوں کے پاس توپیں تھیں اور مسلمانوں کے پاس نہیں تھیں جب مسلمان سامنے کھڑے ہوئے تو لوگ کہنے لگے یہ کیا مقابلہ کریں گے بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہا کہ یہ لوگ بیوقوف ہیں جو توپوں کے سامنے کھڑے ہو گئے ہیں اس وقت کی جنگ آجکل کی جنگ کی طرح زیادہ خطرناک نہیں ہوتی تھی۔ اس وقت توپ کا گولہ اگرچہ کئی کئی من کا ہوتا تھا مگر وہ ایک ہی جگہ پڑتا تھا اور آجکل کے گولوں کی طرح پھیل کر زیادہ نقصان نہیں پہنچاتا تھا۔ سید اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر تم متفرق طور پر کھڑے ہوئے تو توپ کا گولہ زیادہ سے زیادہ تم میں سے ایک کو مارے گا۔ اس لئے تم ایک دوسرے سے کندھا لگا کر کھڑے نہ ہو بلکہ آپس میں دس دس گز کا فاصلہ رکھو اور دشمن کی طرف اس طرح بڑھو کہ جوں جوں تم دشمن کے قریب ہوتے جاؤ تمہارا درمیانی فاصلہ کم ہوتا جائے۔ اور جب تم دشمن کے بالکل قریب پہنچ جاؤ تو یکدم حملہ کر کے اس کی توپوں پر قبضہ کر لو۔ ان لوگوں میں اطاعت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ انہوں نے سید اسمٰعیل صاحب شہید کی ہدایات کے ماتحت آپس میں دس دس گز کا فاصلہ رکھ کر قلعہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے دشمن کے گولے انہیں زیادہ نقصان نہیں پہنچاتے تھے زیادہ سے زیادہ وہ ایک آدمی کو اپنی زد میں لیتے تھے اور باقی محفوظ رہتے تھے۔ غرض مسلمان اسی طرح آگے بڑھتے گئے اور جُوں جُوں دشمن کے قریب ہوتے گئے ان کا فاصلہ کم ہوتا گیا۔ جب وہ توپ خانہ کے بالکل قریب پہنچے تو یکدم حملہ کر کے انہوں نے توپچیوں کو توپوں کے دہانے سکھوں کی طرف پھیر دینے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح سکھوں کی توپیں سکھوں پر ہی چلیں اور پشاور پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا[۵۶]۔ اب دیکھو جو کچھ ہوا۔ قومی قربانی کا ہی نتیجہ تھا، ورنہ مسلمان خالی ہاتھ تھے۔ اور دشمن مسلح تھا اور اس کے مقابلہ میں ان کی ظاہری طور پر کوئی حیثیت نہیں تھی۔ صرف اتنی بات تھی کہ وہ لوگ مرنا جانتے تھے جس کی وجہ سے انہوں نے فتح حاصل کر لی۔ اسی طرح پٹھانوں میں بھی بڑی جرأت اور دلیری پائی جاتی ہے اور اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ مرنا جانتے ہیں۔

پٹھان لڑتے تھے تو بعض دفعہ انگریزی فوج پر حملہ کر کے ان کی رائفلیں تک چھین کر لے جاتے تھے۔ جب نادر شاہ[۵۷] نے سرحد پر حملہ کیا تو نادر شاہ کے پیچھے آتے اور مرتے جاتے یہاں تک کہ وہ علاقہ فتح کر لیتے۔ مَیں نے ان دنوں ایک خواب دیکھی کہ ایک انگریز میرے پاس آیا ہے۔ اور اس نے کہا ہے

کہ سرحد پر پٹھانوں کے حملے ہو رہے ہیں اور وہ بڑی سختی سے حملہ کرتے ہیں کیا اسلام میں یہ بات جائز ہے کہ اگر کوئی دشمن ہمارے کسی آدمی کو مارے اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو اس کے مقابلہ میں بھی ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے۔ میں نے کہا ہاں قرآن کریم میں جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا ہے یہ مسئلہ تو فقہی طرز کا تھا جو میں نے خواب میں بتایا لیکن خواب کا دوسرا حصہ نہایت اہم تھا مجھے خواب میں بتایا گیا کہ اگر انگریزوں نے اس محاذ پر اپنے چوٹی کے افسر نہ بھیجے تو انہیں شکست ہو گی۔ اتفاق کی بات ہے کہ میں کچھ عرصہ کے بعد شملہ گیا وہاں گورنمنٹ آف انڈیا کے ہوم سیکرٹری نے مجھے چائے پر بلایا۔ اس وقت مسٹر کریرا ہوم سیکرٹری تھے جو وائسرائے ہند کے رشتہ دار تھے۔ اس موقعہ پر سر ولیم (SIR WILLIAM) بھی آئے ہوئے تھے جو انگریزی فوج کے چیف آف دی جنرل سٹاف تھے ان کا ایک بھائی اس وقت بادشاہ انگلستان کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا باتوں باتوں میں اس خواب کا ذکر آگیا۔ جو میں نے اوپر بیان کی ہے تو سر ولیم بے اختیار بول اُٹھے کہ آپ کی رؤیا بالکل درست ہے۔ اور میں اس کا گواہ ہوں میں ان دنوں اس فوج کا کمانڈر تھا جو پٹھانوں سے لڑ رہی تھی۔ ایک دن پٹھان فوج ہمیں دھکیل کر اتنا پیچھے لے گئی کہ ہماری شکست میں کوئی شبہ باقی نہ رہا اور ہمیں مرکز کی طرف سے یہ احکام موصول ہو گئے کہ فوجیں واپس لے آؤ۔ چنانچہ ہم نے اپنا سامان ایک حد تک واپس بھی بھیجدیا تھا لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ پٹھان فوج کو ہماری فوجی طاقت کے متعلق غلطی لگ گئی اور وہ آگے نہ بڑھی۔ اگر وہ آگے بڑھتی تو افغان فوج ڈیرہ اسمٰعیل خاں تک ہمیں دھکیل کر لے آتی۔ سر ولیم نے بتایا کہ پٹھانوں کے جتنے ہمارے مقابلہ پر آتے تو وہ مرتے چلے جاتے اور اس وقت تک یہ سلسلہ جاری رہتا جب تک کہ وہ اس علاقہ کو فتح نہ کر لیتے۔ آخر ہمیں حکم ہوا کہ اپنی فوجیں پیچھے لے جاؤ۔ نادر شاہ بہت ہوشیار جرنیل تھا اس نے قبائلیوں کو اکٹھا کر کے ان کی تنظیم کر لی تھی۔ یہ لوگ چاروں طرف سے پہاڑوں سے بارش کی طرح اُترتے اور انگریزی فوج کے سپاہیوں کو مارتے چلے جاتے اور تھوڑے ہی عرصہ میں انگریزوں کی رائفلیں ان کے پاس ہوتیں جس کی وجہ سے ان کا مقابلہ کرنا انگریزوں کے لئے مشکل ہو گیا ہے۔ اب دیکھو یہ قربانی کا ہی نتیجہ تھا کہ ناتجربہ کار لوگ مسلح فوج پر غالب آگئے۔ اسی طرح اگر سب مسلمانوں کے اندر ابراہیمی روح پیدا ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

عیدالاضحیہ ہمارے اندر اسی قسم کا نمونہ پیدا کرنا چاہتی ہے اگر ہم ابراہیمی روح اپنے اندر پیدا کر لیں اور پاکستانی خدا تعالےٰ کی راہ میں مرنا قبول کر لیں تو وہ یقیناً دنیا پر غالب آسکتے ہیں۔ لیکن شرط یہی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی کہ میری بیوی

اور بیٹے کا کیا بنے گا۔ اسی طرح پاکستانی یہ خیال نہ کریں کہ اگر وہ مر گئے تو ان کے بعد ان کے بیوی بچوں کا کیا حال ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب خدا تعالیٰ نے اپنی بیوی اور اکلوتے بیٹے کو ایک بے آب وگیاہ جنگل میں چھوڑنے کا حکم دیا تھا تو آپ نے یہ سوال نہیں کیا تھا کہ خدایا انہیں وہاں کیا خرچ ملے گا۔ بلکہ آپ نے بغیر کوئی سوال کئے خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور کہا کہ اگر وہ بھوک سے مرتے ہیں تو بے شک مریں۔ دھوپ میں جلتے ہیں تو بے شک جلیں، میں نے خدا تعالیٰ کا حکم پورا کرنا ہے۔ اگر پاکستانیوں کے اندر بھی یہی روح پیدا ہو جائے کہ ان کے بیوی بچے مرتے ہیں تو مریں، وہ وطن کی حفاظت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے تو دیکھو کس طرح کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔

اسی طرح اگر یہ روح ہماری جماعت کے افراد میں بھی پیدا ہو جائے تو ہماری تبلیغ کتنی وسیع ہو سکتی ہے۔ اب تو ہم بعض مبلغین کے بیوی بچوں کو بھی ساتھ ہی بھیج دیتے ہیں لیکن بعض مبلغین نے جب پچھلے دنوں اپنے بیوی بچوں کو بھیجنے کے لئے کہا تو تحریک جدید نے انہیں لکھا کہ اس سے خرچ بڑھ جائیگا ہاں اگر بجٹ بڑھ جائے تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔ مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں نے کہا اس میں دونوں کا قصور ہے تحریک جدید کا بھی قصور ہے اور مبلغین کا بھی قصور ہے تحریک جدید کا یہ قصور ہے کہ اس نے غیر ابراہیم کو ابراہیم سمجھ لیا اور مبلغین کا یہ قصور ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو ابراہیم نہ بنایا۔ اگر وہ فی الواقع ابراہیم بن جائیں تو پچاس سال تک بھی اپنے بیوی بچوں کو بلانے کا نام نہ لیں، اتنے عرصہ میں احمدیت دنیا پر غالب آ سکتی ہے۔ اور پھر ان کی جگہ اور مبلغ بھی بھیجے جا سکتے ہیں گویا اتنے لمبے عرصہ میں تحریک جدید پر صرف چند مبلغین کے آنے جانے کا خرچ پڑے گا۔ پس یہ قصور دونوں طرف کا ہے، مبلغین ابراہیم نہیں ہیں اور تحریک جدید نے غیر ابراہیم کو ابراہیم سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ جو شخص ابراہیم بنے گا اسے ابراہیمی کام بھی کرنا پڑے گا۔ اسے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح اپنے بیوی بچوں کو چھوڑنا بھی پڑیگا۔ اگر وہ اپنے بیوی بچوں کو نہیں چھوڑتا تو وہ ابراہیم نہیں اور اگر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح انہیں خدا تعالیٰ کے لئے ذبح کرتا ہے تو پھر وہ وہیں بیٹھا رہے گا۔ اور تبلیغ کے کام کو جاری رکھے گا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی رحمت مرکز کے پاس روپیہ بھجوا دے گی۔ اور وہ اس کے بیوی بچوں کو اس کے پاس بھیج دے گا۔ تم دیکھ لو حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو کھانا کس نے مہیا کیا تھا انہیں کھانا خدا تعالیٰ نے ہی مہیا کیا تھا ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو ان کے پاس صرف ایک مشکیزہ پانی اور ایک تھیلی کھجوروں کی چھوڑ آئے تھے اور یہ چیزیں تو ہفتہ بھر کے لئے بھی کافی نہیں تھیں اور وہ ساری عمر کے لئے دے کر گئے تھے۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان کے کھانے کا انتظام کیا۔ وہ ایک قبیلہ کو وہاں لے آیا۔ اس نے پانی کا چشمہ دیکھا۔ تو

حضرت ہاجرہ سے درخواست کی کہ انہیں پانی استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے بدلہ میں وہ ہر سال انہیں ٹیکس ادا کیا کریں گے۔ چنانچہ انہیں اجازت دے دی گئی اور اس کے بدلہ میں وہ جو کچھ کماتے اس کا دسواں حصّہ آپ کو دے جاتے۔[9] پس اگر مبلغین ابراہیمؑ بننا چاہتے ہیں تو انہیں اپنے بیوی بچوں سے بھی حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیلؑ والا سلوک کرنا چاہیئے۔

اب تو یہ حالت ہے کہ وہ کہتے تو اپنے آپ کو ابراہیم ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کے لئے خرچ مقرر کیا جائے۔ حالانکہ حضرت ابراہیمؑ نے جب حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جنگل میں چھوڑا تھا تو انہیں صرف ایک مشکیزہ پانی اور ایک تھیلی کھجوروں کی دی تھی اگر تحریک جدید بھی اپنے ہر مبلغ کے بچوں کو اتنا ہی خرچ دے تو میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے لوگ تحریک جدید کے افسروں کے پاس آئیں اور انہیں کہیں کہ تم پاگل ہو گئے ہو کہ ایک تھیلی کھجوروں کی اور ایک مشکیزہ پانی کا مبلغ کے گھر بھجوا کر یہ سمجھ لیتے ہو کہ اب عمر بھر کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ ایسی صورت میں ان کا جواب یہی ہوگا کہ تم ابراہیمؑ نہیں ہو۔ اگر تم ابراہیمؑ بنو گے تو تمہارے بیوی بچوں کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیوی بچوں کے ساتھ ہوا۔ یہ قدرتی بات ہے کہ جب ایک مبلغ کے بیوی بچے جدا رہیں گے تو وہ اس طرح قربانی کرے گا کہ جماعت کی تعداد بڑھے گی اور زیادہ سے زیادہ چندے آئیں گے لیکن اگر وہ بیکار بیٹھا رہے گا اور دس سال کے بعد یہ رپورٹ بھیجے گا کہ دو احمدی ہوئے ہیں اور ڈیڑھ روپیہ چندہ ہے اور ساتھ ہی کہے کہ میرے بیوی بچوں کو بھیج دیا جائے۔ اور اس پر سینکڑوں روپیہ خرچ آئے تو کام کیسے ہوگا۔

پس ہمارے مبلغوں کو اپنے اندر ابراہیمی روح پیدا کرنی چاہیئے اگر وہ یہ روح اپنے اندر پیدا کرلیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انہیں اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل نہ ہو۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مخالف اکٹھے ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ یا تو وہ تبلیغ سے باز آئیں ورنہ انہیں آگ میں ڈال دیا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تبلیغ بند کرنے سے انکار کردیا چنانچہ انہوں نے آپ کو آگ میں ڈال دیا۔ اگر آپ کہتے کہ میں آگ میں نہیں پڑتا۔ تو فرشتے آسمان پر چلے جاتے لیکن جب آپ نے کہا میں آگ میں پڑنے کے لئے تیار ہوں تو خدا تعالیٰ نے عرش سے کہا۔

يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔[10]

اے آگ تو لوگوں کو تو جلاتی ہے لیکن ابراہیمؑ کے لئے تو اس خاصیت کو چھوڑ دے اور ٹھنڈی ہو جا۔ یہ عظیم الشان نشان اس لئے ظاہر ہوا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے خدا تعالیٰ کے لئے جلنا منظور کرلیا تھا اگر تم بھی اسی طرح کے مومن بن جاؤ تو خدا تعالیٰ تمہارے لئے بھی اپنے نشانات نازل کرے گا

اور تمھیں اپنے دشمنوں پر غلبہ عطا کرے گا۔ پس تم عیدالاضحیہ منانے کے لئے اپنا نمونہ پیش کرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے ہجرت کرتا ہے۔ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ؕ وہ دنیا میں بڑی کشائش اور رزق کے سامان پاتا ہے۔ تم دوسرے مہاجروں سے اپنا مقابلہ کرو اور دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کس قدر امتیازی سلوک کیا ہے۔ تمہارے خدا نے تمھیں ایک علیحدہ شہر بسانے کی توفیق دے دی ہے جس میں تم اطمینان سے زندگی بسر کر رہے ہو اور اگر تم اپنے ایمان اور اخلاص میں بڑھو تو یہ شہر انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن لائل پور کی طرح ترقی کر جائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مکہ میں ہر قسم کا رزق لائے گا اور رزق لانے کے کچھ طریق ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ طریق اختیار کیا کہ ایک تجارتی قبیلہ وہاں آگیا۔ وہ دوسرے ممالک میں تجارت کے لئے جاتا اور اپنے ساتھ دولت لاتا اور اس میں سے دسواں حصہ حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو دے دیتا۔ اس طرح گویا انہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ لیکن یہاں منظم حکومت موجود ہے اور وہ اس قسم کے ٹیکس خود لیتی ہے اس لئے یہاں یہ صورت نہیں ہو سکتی۔ یہاں وہ لوگوں کو توفیق عطا کرے گا کہ وہ کارخانے کھولیں جس سے یہاں کے رہنے والوں کے لئے محنت اور مزدوری کے ذرائع نکل آئیں گے۔ اور بعد میں ترقی کر کے کراچی اور بیرونی ممالک سے تجارت کے وسائل پیدا ہو جائیں گے۔ لیکن یہ سب کچھ اسی وقت ہو گا جب تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح قربانی کرنے لگ جاؤ گے۔ جب تمہاری بیویاں ہاجرہ کی سی قربانیاں کرنے لگ جائیں گی اور تمہارے بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا سا نمونہ پیش کریں گے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے یہ ذکر کیا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ اسے ذبح کر رہے ہیں تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے چیخیں نہیں ماریں۔ بلکہ فرمایا کہ آپ خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کریں میں اس کے لئے بسر و چشم تیار ہوں۔ پھر جب آپ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ میں چھوڑ کر گئے تو حضرت ہاجرہ نے واویلا نہیں کیا بلکہ صرف اتنا پوچھا کہ آپ ہمیں اپنی مرضی سے یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں یا خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایسا کرنے کا حکم ملا ہے اس پر آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا حکم ملا ہے۔ حضرت ہاجرہ کے لئے آپ کا آسمان کی طرف اشارہ کرنا ہی کافی ہو گیا۔ اور انہوں نے فرمایا۔ اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا۔ اگر یہ بات ہے تو پھر خدا تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ آپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس واپس آگئیں اور اس کے بعد آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نہیں دیکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

متعلق احادیث میں آتا ہے کہ جب کوئی اُونچی جگہ آتی تو وہ واپس مُڑ کر دیکھتیں لیکن حضرت ہاجرہ نے لوٹ کر نہیں دیکھا۔ بلکہ وہ اپنے بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس چلی گئیں اور یہ سمجھا کہ جب خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہمیں یہاں چھوڑا گیا ہے تو اب وہ خدا تعالیٰ کی طرف ہی دیکھینگی۔

اگر تم بھی اپنے اندر اور اپنی اولاد کے اندر یہ روح پیدا کر لو اور دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے ہی اپنی حاجات طلب کرو۔ تو تم دیکھو گے کہ زمین اپنے خزانے اُگل کے رکھ دے گی اور آسمان اپنی ساری دولتیں برسا دے گا۔ اب تو آسمان برستا ہے تو طوفان آجاتا ہے لیکن جب تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ گے تو وہ طوفان کی بجائے رحمتیں برسائے گا۔ اب تو وہ پانی برساتا ہے تو اس سے راوی چناب اور جہلم کی سطح بلند ہو جاتی ہے، پانی سیلاب کی شکل میں کناروں سے باہر نکل آتا ہے اور سب کچھ اپنے ساتھ بہا لیجاتا ہے۔ لیکن جب تم خدا تعالیٰ کے بن جاؤ گے تو یہ آسمانی پانی بجائے سب کچھ بہالے جانے کے اپنے پیچھے روئیدگی چھوڑ جائے گا۔ اور گندگی بہالے جائیگا۔ پس تم عید مناؤ لیکن اس طرح جس طرح خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ پھر دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں کس طرح نازل ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے رسولؐ پر درود بھیجو اور بار بار وہ درود پڑھو جو نماز میں تمہیں سکھایا گیا ہے۔

مَیں بچہ ہی تھا اب مجھے یاد نہیں رہا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے کا ذکر ہے یا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ بہرحال مَیں بیت الدعا میں دُعا کر رہا تھا کہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا کہ پانچ ابراہیم گذرے ہیں ایک ابراہیم تو وہ تھے جن کا تورات میں ذکر آتا ہے۔ دوسرے ابراہیم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ تیسرے ابراہیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ چوتھے ابراہیم حضرت خلیفہ اوّلؓ تھے اور پانچویں ابراہیم تم ہو۔

اب دیکھو یہ عجیب بات ہے جب مجھے رؤیا میں بتایا گیا کہ تم ابراھیم ہو، اس وقت کسی کے وھم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ہمیں قادیان چھوڑنا پڑے گا۔ لیکن ابراہیمی مشابہت کے لئے ضروری تھا کہ ہمیں بھی ہجرت کرنی پڑے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوُا کہ ہمیں قادیان چھوڑنا پڑا۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ابراہیم قرار دے کر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسمٰعیل بنا دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابراہیم قرار دے کر مجھے اسمٰعیل بنا دیا۔ اور پھر مجھے ابراہیم قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ ربوہ بسایا اور تم اسمٰعیل بن گئے اور تم نے اسے آباد کر لیا۔ غرض ایک کے طفیل دوسرا ابراہیم بنا اور دوسرے کی وجہ سے تیسرا بنا۔ یہ تسلسل خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ہمیشہ جاری رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ۔ یعنی اللہ تعالے پیدائش عالم کو شروع بھی کرتا ہے اور پھر اس سلسلہ کو دہراتا بھی جاتا ہے۔ اسی طرح ابراہیمی مقام بھی چکر کھاتا رہتا ہے۔ پہلا ابراہیم جاتا ہے تو ایک اور ابراہیم آجاتا ہے۔ دوسرا جاتا ہے تو تیسرا آجاتا ہے اور یہ سب کچھ یُعِیْدُہٗ کے ماتحت ہوتا ہے۔

پس تم خدا تعالے کے اس قانون سے فائدہ اُٹھاؤ اور دعائیں کرنے کی عادت پیدا کرو تاتمھیں بھی خدا تعالے کی طرف سے رؤیا وکشوف ہونے لگیں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے اپنے ایک خطبہ میں نوجوانوں کو دعا کی طرف توجہ دلائی تو میرے پاس درجنوں ایسے خطوط آئے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اُنہیں رؤیا وکشوف ہونے لگ گئے ہیں بلکہ بعض کو خدا تعالے کی زیارت بھی ہوئی ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ انھوں نے اس کا تجربہ کیا اور پھل کھایا۔ تم بھی اس کا تجربہ کرو یہانتک کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہو جسے دعاؤں اور گریہ وزاری کی وجہ سے رؤیا وکشوف نہ ہونے لگ جائیں۔ اسی طرح تم سب کے دل مضبوط ہو جائیں گے اگر کوئی آفت آئے اور لوگ گھبرا جائیں تو تم انہیں کہو کہ گھبراؤ مت میں نے رات کو رؤیا میں دیکھا ہے یا مجھے الہام ہوا ہے کہ خدا تعالے یہ آفت دور کر دے گا اور ترقی کے سامان پیدا کر دے گا۔ پھر تمہاری اولادیں رؤیا وکشوف اور الہام سے مشرف ہوں۔ اور وہ لوگوں کو گھبراتے دیکھکر تسلی دیں۔ پھر تمہارے پوتوں اور پڑپوتوں کو بھی الہام ہوں اور یہ سلسلہ ہزاروں سال تک چلتا چلا جائے۔ مگر یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ تم نہ صرف خود دعاؤں کی عادت ڈالو بلکہ اپنی اولاد کو بھی دعاؤں کی عادت ڈالو۔ ان کے اندر خدا تعالے کی محبت پیدا کرو۔ تم اسمٰعیل پیدا کرو۔ ابراہیم خود آئیں گے اور یہ سلسلہ دنیا میں ہمیشہ جاری رہے گا یہانتک کہ ساری دنیا میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی نسل پھیل جائے گی۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَھُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیْ کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو انہیں میری اطاعت کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا حالانکہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ پس اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ کی دعا سکھا کر اللہ تعالے نے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو بھی آپ کی غلامی میں دیدیا اور بتا دیا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو آپ کی کامل اتباع کرتے اور آپ کی امت بن جاتے گویا بتایا کہ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوئی علیحدہ امت نہیں رہی بلکہ اب تیری امت بن کر ہی ان کی امت بنے گی۔ پہلے کوئی تیرا مطیع بنے گا تو پھر ابراہیم علیہ السلام کا مطیع ہوگا، اسی طرح یہ دور چکر کھاتا چلا جائے گا۔ اس نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ ایک معجزانہ کلام نظر آتا

ہے کیونکہ اتنے چھوٹے سے فقرہ میں یہ سارا مفہوم بیان کرنا انسان کی طاقت میں نہیں تھا۔ پس یہ سلسلہ قیامت تک چلتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ ساری دنیا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پھیل جائیگی اور کوئی بچہ ایسا نظر نہیں آئیگا جو رُوحانی طور پر ابراہیم اکبر یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد نہ ہو۔ اور جب ایسا ہو جائے گا تو دنیا میں امن ہی امن قائم ہو جائیگا“

(الفضل ۱۰ر جون ۱۹۵۹ء)

۱؎ ۔ الحج ۲۲ : ۳۸ ۔ ۲؎ ۔ ابراہیم ۱۴ : ۳۸

۳؎ ۔ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۱ھ / ۱۷۸۶ء – ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) تیرھویں صدی ہجری کے مجدد تھے سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے بالاکوٹ ضلع ہزارہ میں شہادت کا درجہ پایا۔ اور وہیں دفن کئے گئے ۔

۴؎ ۔ حضرت سید اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۹۶ھ / ۱۷۸۱ء – ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) حضرت شاہ عبدالغنی کے اکلوتے بیٹے ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز ممتاز عالم دین کے بھتیجے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے تھے ساری زندگی حضرت سید احمد بریلویؒ کے دست راست رہے اور پھر انہی کے ساتھ بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے ان کا مدفن بھی بالاکوٹ میں ہے ۔

۵؎ ۔ سوانح احمدی مصنفہ محمد جعفر تھانیسری صفحہ ۱۰۹

۶؎ ۔ نادر خاں (۱۸۸۳ - ۱۹۳۳ء) مشہور افغان جرنیل جس نے ۱۹۲۹ء میں بچہ سقہ کو شکست دیکر نادر شاہ کے لقب سے افغانستان کی عنان حکومت سنبھالی اور ملک میں امن وامان قائم کیا ۱۹۳۳ء میں اسکا اچانک قتل ہو جانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرا۔ جس کے الفاظ تھے ”آہ! نادر شاہ کہاں گیا“ ۷؎ الشوریٰ ۴۲ : ۱۴

۸؎ ۔ (۱) ”سٹوری آف خیبر“ مصنفہ محمد شفیع صابر ملک مطبوعہ پشاور ۱۹۶۶ء

AFGHANISTAN HIGH WAY OF CONQUEST by Arnold Fletcher (۲)

P. 238. New york 1966.

۹؎ ۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی

۱۰؎ ۔ الانبیاء ۲۱ : ۶۰ ۱۱؎ ۔ النساء ۴ : ۱۰۱

۱۲؎ ۔ ابراہیم ۱۴ : ۳۸ ۱۳؎ الصّٰفّٰت ۳۷ : ۱۰۳

۱۴؎ ۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی

۱۵؎ ۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی

۱۶؎ ۔ الروم ۳۰ : ۱۱

۱۷؎ ۔ خطبہ جمعہ یکم جون ۱۹۵۶ء مطبوعہ الفضل ۲۲ر جون ۱۹۵۶ء

۱۸؎ ۔ الیواقیت والجواہر مصنفہ عبدالوہاب شعرانی جلد ۲ صفحہ ۲۴ ۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶